مصری انقلاب کی کہانی انور السادات کی زبانی

از

(جناب عابد رضا صاحب بیدار مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

"نئے مصر کے سابق وزیر امور مذہبی، جمال عبد الناصر کے دست راست، نیم سرکاری اخبار الجمہوریہ کے ایڈیٹر، اور مصر کی تنہا سیاسی پارٹی کے جنرل سکریٹری انور السادات نے مصری انقلاب پر " الینل " کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو مصری انقلاب کی سب سے زیادہ معتبر کہانی سمجھی جا سکتی ہے میں نے اس کتاب کے انگریزی ایڈیشن سے تفصیلی خلاصہ کے طور پر مندرجہ ذیل مضمون تیار کیا ہے، جس میں الفاظ زیادہ تر مصنف ہی کے ہیں، میرے تقریباً بالکل نہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ایک دو غیر ضروری تفصیلوں کے سوا اصل کتاب کا تمام و کمال مضمون اردو میں منتقل کر دوں، اور شاید میں اپنی کوشش میں ناکام نہیں ہوں۔"

۱۹۳۸ء میں عباسیہ کی فوجی اکادمی کے چند گریجویٹ منکاباد کے محاذ پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ یہاں ان کا سارا دن اسکیمیں بناتے گذرتا اور راتیں ان پر بحث میں کٹ جاتیں مصر تباہ حال ہے اسے تباہی سے بچانا ہے، مگر کیسے! اسی گروپ میں ایک نوجوان جمال عبد الناصر تھا، سنجیدہ متین اور کچھ اُداس اُداس، کیمپ پر آگ کی ہلکی ہلکی آنچ کے گرد باتیں چھڑ جاتیں اور جمال، سب پر حاوی صرف ایک بات کرتا، انقلاب کی بات، سامراج، جاگیرداری اور شاہیت کے خلاف انقلاب!

۱۹۳۹ء کے شروع میں منکاباد میں اس گروپ نے ایک خفیہ انجمن بنالی جس کا مقصد مصر کو آزاد کرانا تھا، ۴۲ء میں اس انجمن کی متعدد شاخیں بھی قایم ہو گئیں۔ رات کی تاریکی میں ہم لوگ اپنا کام کرتے رہے۔

۳۹ء ہی میں جنگ چھڑ گئی اور ہم سب ساتھی بکھر گئے۔ جمال کو سوڈان بھیج دیا گیا جہاں اسے عبد الحکیم عامر مل گیا۔ بہت جلد دونوں نے سمجھ لیا کہ دونوں ایک دوسرے سے کتنے قریب ہیں جنگ نے برطانیہ کو پھر ہمارے اوپر مسلط کر دیا تھا اور مصری اسے بُری طرح محسوس کر رہے تھے مسلسل

برطانوی زور کے باوجود وزیر اعظم علی ماہر نے اتحادیوں کے ساتھ مل کر اعلان جنگ کرنے سے انکار کردیا مگر برطانیہ کافی مضبوط پوزیشن میں تھا، علی ماہر کو وزارت چھوڑنی پڑی۔ ادھر جنگی بالنس برطانیہ کے خلاف پڑ رہا تھا۔ نومبر ۴۰ء میں چرچل برطانیہ کا وزیر اعظم ہوگیا اور خطرہ کا احساس کرتے ہوئے اس نے مصری فوج سے ہتھیار لے لینے کا حکم دیا ـــــ قاہرہ میں ہم بچھڑے ہوئے ساتھی پھر مل گئے!

انقلابی کونسل نے مجھے شیخ حسن البنّا اور سپہ سالار عزیز المصری سے ملنے پر مامور کیا۔ میں اس وقت لفٹننٹ تھا، ۲۴ سالہ لفٹننٹ۔ حسن البنّا سے پہلی دفعہ مل کر بے حد متاثر ہوا۔ اخوان المسلمون کی بنیاد ۱۹۳۰ء میں پڑی۔ اخوان کا مقصد فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ، ایک صالح جماعت کی تنظیم تھا۔ شروع میں اس کا کوئی سیاسی مقصد نہ تھا۔ مرشد اعلیٰ کی اخلاقی خوبیاں مصری نوجوانوں کو کھینچ کھینچ کر اس کے گرد جمع کر رہی تھیں۔ بہت جلد اخوان ایک غیر معمولی پوزیشن حاصل کر گئی اور اسے اپنی سیاسی اہمیت کا بھی احساس ہونے لگا، ممبروں کو فوجی تربیت دی جانے لگی۔ یہی مہلک غلطی تھی۔ اب اچھے برے سب ہی اخوان میں شامل ہونے لگے اور وہ روز بروز مذہبی تقشف اور عام بدامنی کا مظہر بنتی گئی مگر اس حالت میں بھی ہم لوگوں کے لئے ایک کارآمد مددگار ہوسکتی تھی!

میں مرشد اعلیٰ سے دوبارہ، اخوان کے ہیڈکوارٹر پر ملا، کافی دیر تک گفتگو رہی۔ حسن کا خیال تھا کہ مصر کا عروج، دین کے عروج سے الگ کوئی چیز نہیں اور بنیاد اسی پر ہونی چاہیے۔ اسی لئے فوج میں اسلامی اصولوں کی نشر و اشاعت ہونی چاہیے۔ اس کے بعد سے ہم آپس میں مسلسل ملتے رہے، فوج میں اخوان کی مقبولیت بڑھنے لگی۔ اخوان کے ہیڈکوارٹر پر اسلحہ جمع ہونے لگے۔ ایک بار خود میرے سامنے روالور کا ایک بکس آیا ـــــ اور میں خوشی سے اچھل پڑا! ہماری خفیہ انجمن کی بابت مرشد اعلیٰ کو سب کچھ معلوم تھا اور اس نے مجھ سے کبھی اخوانی بننے کو نہ کہا ـــــ میں اخوانیوں اور انقلابیوں کے درمیان قاصد کا کام کرتا رہا۔

پھر ایک دن ـــــــــ ہمیں خبر ملی کہ برطانیہ کے اشارے پر جنرل عزیز المصری کو برخاست کر دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم تھا مرشد اعلیٰ، جنرل کا دوست ہے، میں نے اس سے جنرل سے ملوانے کے لئے کہا، اس میں انتہائی رازداری کی ضرورت تھی۔ حسن نے مجھے ایک پرچہ پر، اس کے ملنے کا پتہ لکھ دیا۔ مجھے ڈاکٹر ابراہیم حسن نائب صدر، اخوان المسلمون، سے ملنا تھا، جہاں عزیز المصری میرا منتظر تھا۔ عمر رسیدہ جنرل میں ابھی تک کافی طاقت اور توانائی تھی، وہ برطانیہ کے لئے ایک مستقل خطرہ تھا۔ فوجی تنظیم اور جنگی تدابیر میں بوڑھا جنرل انتہائی مہارت رکھتا تھا۔ وہ ۱۹۱۴ء کا آزمودہ کار سپاہی تھا۔ ۳۶ء میں وہ انگلستان میں فاروق کا اطالیق تھا اور وہیں سے وہ فاروق سے مایوس ہو چلا تھا۔ بعض حاسدوں کے کہنے پر فاروق نے جنرل کو الگ بھی کر دیا تھا۔ یقین محکم اور عمل پیہم! عزیز المصری نے مخاطب ہو کر کہا۔ اور الفاظ میری رگوں میں تیرنے لگے!

ہم سب مل کر لیبیا میں جرمنوں سے تعلقات بڑھانے لگے، مارچ ۴۱ء میں عزیز المصری کے توسط سے جرمنوں کے ساتھ مل جانے کی سکیم بنی، ایک جرمن ہوائی جہاز ہم لوگوں کو اڑا لے جانے پر تیار ہو گیا۔ پروگرام مکمل تھا مگر ـــــ عزیز المصری کی کار، راستے میں خراب ہو گئی، جرمن جہاز مقررہ وقت پر آیا، تھوڑی دیر انتظار کیا، پھر واپس چلا گیا۔ پھر ایک دوسرے جہاز سے جانے کا بندوبست ہوا، وہ جل گیا! قسمت ابھی ساتھ نہیں تھی! اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو جرمنوں سے مل کر ہم اسی وقت برطانیہ کو ختم کر چکے ہوتے۔

۴ رفروری ۴۲ء کو مصری قومی تاریخ میں ایک حادثہ رونما ہوا۔ وزیر اعظم حسین سری، باوجود اپنی برطانیہ دوستی کے، برطانیہ کی حمایت حاصل نہیں کر سکا۔ سفیر برطانیہ نے فاروق کو الٹی میٹم دے دیا کہ یا تو ۲۴ گھنٹے کے اندر نحاس پاشا کو وزارت عظمیٰ سونپ دی جائے یا تخت چھوڑ دیا جائے۔ فاروق کو جھکنا پڑا! اس دن سے فاروق بالکل بدل گیا۔ اس کے دن راتیں ہو گئیں اور راتیں دن۔ محل اور محل کی رنگینیاں اس کی ساری کائنات ہو کر رہ گئیں۔ وہ روز بروز موٹا اور وقت سے پہلے عمر رسیدہ ہوتا گیا، یہ ایسا نفسیاتی دھکا تھا جس سے وہ سنبھل نہ سکا۔ دوسری جانب،

انقلابیوں کے غم و غصہ کی انتہا نہ تھی۔ جدید مصر کی تاریخ میں اس قسم کا واقعہ ایک اجنبی چیز تھی، انقلابی تحریک اور زیادہ پرزور اور منظم ہونے لگی۔ ممبروں کی بھرتی تیزی پکڑتی گئی۔

اسی سال جمال عبدالناصر ملٹری کالج میں لکچرر ہو گیا اور نئی نسل کو انقلابی روح سے آشنا کرنے میں اسے بڑی آسانی ہو گئی ادھر کوئی ۲ برس کے لئے پھر دوبارہ وفد حکومت مصر پر مسلط ہو گئی تھی۔ وفد پارٹی مصریوں میں روز بروز اپنا وقار کھوتی جا رہی تھی اور ـــــ اخوان کی مقبولیت بڑھ رہی تھی۔ میں نے جرمنوں سے ایک طرف، اور مرشد اعلیٰ سے دوسری طرف، مدد کی درخواست کی جو مان لی گئی۔ اگست ۴۲ء میں دو جرمن، نازی، جاسوسوں کی گرفتاری نے ہم لوگوں کو بھی خطرے میں ڈال دیا، اور میں، تیسرے دن گرفتار کر لیا گیا۔ میرے بعد وسیع پیمانے پر اور گرفتاریاں ہوئیں مگر ہماری انجمن خفیہ ہی رہی۔ ادھر جرمن فتح کی امیدیں بھی ۱۹ راکتوبر ۴۲ء کی جرمن شکست سے دھندلا سی گئیں۔

گرفتاری کے بعد مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے گھر کی طرف سے تھی، گھر والوں کی روزی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ایک دن ایک دوست ملنے آیا اور اس نے بتایا کہ انقلابی کونسل نے ۱۰ پونڈ ماہانہ کا انتظام کر دیا ہے انقلابی کونسل نے یہ طے کیا تھا کہ اس کا کوئی ممبر اگر کسی آفت میں پھنس جائے تو اس کے خاندان کی کفالت کی جائے۔ اکتوبر ۴۴ء میں احمد ماہر نے وزارت سنبھالی۔ تمام قیدی چھوڑ دیئے گئے لیکن ہم لوگ نہیں۔

حسن البنا، اب، مصر کا سب سے طاقتور آدمی تھا۔ فاروق اس کی طاقت سے واقف تھا، لیکن حسن بھی اب کافی بدل چکا تھا۔ اب اسے قوم کے مقابلے میں اخوان کی زیادہ فکر تھی، جو روز بروز سیاست میں الجھتی جا رہی تھی۔ میرا دوست عبدالمنعم عبدالرؤف بھی اس میں شامل ہو گیا۔ (۲۸ راکتوبر ۵۴ء کو جمال عبدالناصر پر حملہ کی کوشش میں ماخوذ ہوا، اور مصر سے بھاگ گیا، معلوم نہیں اب کہاں ہے)

نومبر ۴۴ء میں، میں جیل سے بھاگ نکلا۔ بھیس بدل کر ادھر ادھر گھومتا رہا۔

یہاں تک کہ ۴۵ء میں مارشل لا ختم ہو گیا۔ انقلابی کونسل نے اپنی از سر نو تنظیم شروع کی اسے دو حصوں میں بانٹ دیا گیا، پہلا ملٹری حصہ اور دوسرا عوامی حصہ۔ پہلا جمال کی سربراہی میں رکھا گیا اور دوسرا مجھے سونپا گیا، دونوں کو آخری لمحہ تک الگ الگ کام کرنا تھا!

فروری ۴۵ء میں وزیر اعظم احمد ماہر نے جرمن۔ جاپان سے جنگ کا اعلان کر دیا۔ اسی روز ایک اخوانی نے اسے پارلیمنٹ میں مار دیا۔ پھر نقراشی نے اس کی جگہ لی۔ نقراشی نے سفیر برطانیہ سے ملاقات کی اور برطانیہ کے مصر اور سوڈان کو خالی کرنے کے وعدے یاد دلائے۔ سفیر کا برتاؤ بہت بُرا رہا اور اس نے صاف کہہ دیا کہ ابھی مصر یا سوڈان خالی کرنے کا کوئی سوال نہیں اٹھتا۔ مجھے خبر ملی تو غصہ کی انتہا نہ تھی، میں نے جمال سے کہا، سفارت خانہ اڑا دوں! جمال نے کہا نہیں، ۴۲ء کی لی اسٹاک کے قتل کی کہانی دوبارہ نہیں دہرائی جانی چاہیئے!

رفتہ رفتہ تمام سیاسی پارٹیاں برطانیہ کے زیر عاطفت آتی جا رہی تھیں، وفد اور سعدی پارٹی سے لے کر شاہ تک سب کے سب برطانیہ کے زیرنگیں تھے، صرف ایک اخوان تھی جو اس اثر سے بچی ہوئی تھی۔ میں مرشدِ اعلیٰ سے پھر ملا۔ حسن نے مجھے بتایا کہ فاروق اخوان کا جانی دشمن ہے کیوں کہ اسے معلوم ہے کہ ہم شہنشاہیت ختم کرنا چاہتے ہیں، اور یونیورسٹی لوگ بھی مخالف ہیں کیوں کہ ہم موجودہ قانون کی جگہ اسلامی قانون لانا چاہتے ہیں۔

۸ مئی ۴۵ء کو جرمنی سے جنگ ختم ہو گئی، ہماری سرگرمیاں اور ممبر سازی کی کوششیں اور تیز ہو گئیں ہمارے ممبروں کی صحیح تعداد اور ان کے نام، صرف عامر اور جمال عبدالناصر کو معلوم تھے۔ پھر گرفتاریاں شروع ہو گئیں اور کسی کی مخبری پر میں بھی ۲ ½ سال کے لئے جیل پہنچا دیا گیا مئی ۴۵ء سے جولائی ۵۲ء تک کا زمانہ مصریوں کے لئے سب سے تکلیف دہ زمانہ تھا۔ آزادی تحریر و تقریر ختم ہو چکی تھی ہر طرف خوف و ہراسانی تھی۔ دوسری جانب کمیونزم اور اخوان نے بھی زور پکڑنا شروع کر دیا تھا، اخوان نے ہم سے اخوان میں متحد ہو جانے کے لئے کہا، مگر جمال نے انکار کر دیا! جنرل عزیز المصری بھی ان کے تقشف اور تشدد کے سبب ان میں مل جانے کے

خلاف تھا اس کے باوجود ہم میں سے بہت سے اخوان کے ممبر نہیں تو ہمدردوں میں ضرور تھے تاہم ہم لوگوں کا اخوان کے ساتھ اتحاد بڑا مصنوعی سا تھا۔

اگست ۴۵ء میں نقراشی نے اعلان کیا کہ برطانیہ سے ایک نئے معاہدہ کی بات چیت کی جانے والی ہے، سوڈان مصر سے ملانے اور مصر خالی کرنے کی بات چیت۔ نومبر میں گفت و شنید شروع ہوئی مگر نتیجہ بے سود! وزارت تبدیل ہو گئی۔ نقراشی کی جگہ اسماعیل صدقی نے لی اور گفت و شنید کا اعلان کیا۔ ادھر مصر میں برطانیہ کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ وزیر اعظم اٹیلی نے اسکندریہ اور قاہرہ سے تمام دستے واپس بلانے کا فیصلہ کیا۔ ۴ر جولائی ۴۶ء تک قاہرہ خالی ہو چکا تھا، اس اعلان کے ساتھ کہ پہلی مئی ۴۷ء تک پورا مصر خالی ہو جائے گا، اسماعیل صدقی نے اخوان سے مصالحت کر لی۔ ادھر دسمبر ۴۶ء میں اس نے برطانیہ سے ایک معاہدہ کی بات چیت مکمل کر لی مگر ایک اخبار نویس کی چابکدستی سے، معاہدہ منظوری سے پہلے کھل گیا، نتیجہ میں اسماعیلی وزارت بھی ختم ہو گئی۔ ۲۷ر جنوری ۴۷ء کو پھر نقراشی نے وزارت سنبھالی۔ اس نے برطانیہ سے گفت و شنید کا سلسلہ منقطع کرنے کا اعلان کر دیا اور معاملہ اقوام متحدہ میں پہنچا دیا۔ لیک سکسس میں نقراشی نے مصر کا مقدمہ اچھی طرح لڑا، مگر اسی اثنا میں نحاس پاشا نے کونسل ایک تار بھیج دیا کہ نقراشی پاشا مصر کا نمائندہ نہیں اور ہم، وفدی، آپ کے فیصلے کے پابند نہ ہوں گے۔ انفرادی خود غرضیاں، مصر کی قسمت پر اثر انداز ہو رہی تھیں! . . . .

. . . . رے ممبروں کی تعداد . . . ا سے زیادہ پہنچ چکی تھی۔ اخوان سے ہم بالکل الگ ہو چکے تھے۔ ۴۸ء میں یہودی بحران اُبھرا۔ فلسطین کا مسئلہ سیدھا سادا، مشرق وسطیٰ میں سامراجی اقتدار کا براہِ راست ورثہ ہے۔ یہودی دہشت پسند مار دھاڑ میں لگے ہوتے تھے برطانوی انتداب ابھی ختم نہ ہوا تھا اس لئے حکومتِ مصر نے صرف رضا کاروں کو جانے کی اجازت دی۔ ہم لوگ جمال عبدالناصر کے ساتھ، حسن البنا سے ملے اور مفتی امین الحسینی سے رابطہ پیدا کیا اور عرب لیگ سے اپنی مساعی کو ہم آہنگ کیا۔ ۱۵ر مئی کو برطانیہ نے فلسطین چھوڑنے کا

اعلان کیا۔ نقراشی نے غیر سرکاری طور پر فوجوں کو فلسطین پر مارچ کا حکم دے دیا۔ مگر ہمیں صرف رائفلیں مہیا کی گئیں اور آخر میں چند توپیں بھی۔

جنگ ختم ہونے کے بعد شاہ عبداللہ تو الگ ہو گیا اور اپنا مالِ غنیمت کا حصہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ مصری فوجیں باقاعدہ اسلحہ درتیاری کے بغیر شریک ہوئی تھیں۔ دشمن کی صحیح تعداد بھی معلوم نہ تھی۔ حد درجہ ناکارہ اسلحہ مہیا کئے گئے تھے۔ غم و غصہ میں بھرے ہوئے فوجی انتقام کے لئے بے چین تھے ——— جنگِ فلسطین بھی مصری انقلاب کا طائرہ پیش رس بن گئی۔ اخوان نے فلسطینی شکست کے بعد عام مایوسی اور غم و غصہ کا سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا، ۱۹۴۸ء تک غالباً، اخوانیوں میں کمیونزم راہ پا چکا تھا اور اب اخوان دہشت پسند بن چکے تھے۔ فلسطینی جہاد میں انھوں نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں اور اب اس کے بعد مصر میں بے حد ہر دلعزیز تھے۔ ۱۵ ردسمبر ۴۸ء کو نقراشی پاشا نے اخوان کو توڑ دئے جانے کا حکم دیا۔ تین دن بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ نقراشی خود بھی مصر میں کافی ہر دل عزیز تھا اس لئے اخوانیوں کے اس فعل پر کافی چرچے ہوئے۔

ابراہیم عبدالہادی نقراشی کا جانشین ہوا اور اس نے سخت ایکشن لیا۔ مارچ ۴۹ء میں خفیہ پولس نے حسن البنا کو قتل کر دیا۔ البنا کی جگہ اخوان کی سربراہی حسن الہودیبی کے سپرد ہو گئی ۱۵ رنومبر ۴۸ء سے مارشل لا چل رہا تھا۔ عبدالہادی ڈکٹیٹر بنا ہوا تھا، اخوانیوں سے نبٹ کے اب وہ ہماری طرف رجوع ہوا۔ جمال عبدالناصر کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا اس کے گھر کی تلاشی ہوئی مگر تلاشی میں کچھ نہ نکلا اور جمال محفوظ رہا۔

فلسطینی جنگ میں ہمارے بہت سے کارکن کام آگئے تھے۔ ہماری نئی تنظیم ہوئی اور نئی مجلسِ عاملہ بنی جس میں میرے علاوہ جمال عبدالناصر، عامر، کمال الدین حسن، عبدالمنعم عبدالرؤف، صلاح سالم، جمال سالم، عبداللطیف بغدادی اور خالد محی الدین شامل تھے ۱۹۵۰ء میں جمال اس کا صدر منتخب ہوا اس وقت وہ میجر تھا اور تیس کے لگ بھگ تھا ہم لوگ عوام میں انضباط الاحرار، یا آزاد افسروں کے نام سے مشہور تھے۔ اسی نام سے ہمارے

پمفلٹ نکلتے تھے۔

اب ہمارا مینی فسٹو نکلا جس میں ہم نے بیرونی حکومت کو ختم کرنے، مضبوط قومی فوج بنانے اور جمہوریت بنانے کا وعدہ کیا۔

جولائی ۱۹۴۹ء میں عبدالہادی کی جگہ حسین لتشری نے لی۔ جنوری ۵۰ء میں انتخابات ہوئے جن میں ۲/۳ نشستوں پر وفد قابض ہوگئی۔ نحاس پاشا کی وزارت بنی اور پھر وہی پرانا محل اور وفد کا جھگڑا چلنے لگا۔ اسی اثنا میں مصر ایک معاشی بحران سے دوچار ہو رہا تھا۔ جنگ عظیم کے بعد کے ۵ برس کے اندر مصر میں معیار زندگی ۲ گنا مہنگا ہو چکا تھا جب کہ مزدوری صرف دگنی ہو پائی تھی۔ نحاس نے عوام کو جیتنے کی ایک اور کوشش کی۔ ۶ / اکتوبر ۵۱ء کو پارلیمنٹ نے ۱۹۳۶ء اور ۱۸۹۹ء کے معاہدے منسوخ کر دیے۔ چند روز بعد میڈو کی تجویز سامنے آئی، اسے بھی رد کر دیا گیا ——— گوریلا جنگ شروع ہوگئی۔ عام اسٹرائک ہونے لگی۔ پل اور پائپ لائنیں اڑنے لگیں، انگریزی سامان کا بائیکاٹ ہونے لگا۔ ہم لوگ بھی وفد کو عزت سے دیکھنے لگے اور ان کی حمایت کا فیصلہ کیا۔ وفد کے معتمد، فواد سراج الدین کو احمد انوار کے ذریعہ ہم نے اس صورت میں اپنی حمایت کی پیشکش کی اگر شاہ کو بالکل ختم کر دیا جائے یا کسی قدر اس کے اختیارات کم کر دیے جائیں، وفد کے معتمد کو ہماری بات نے کچھ زیادہ اپیل نہیں کی۔

ادھر فاروق کو فوج میں اس قسم کی ہلچل کا پتہ چل گیا ہماری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اور اور مارچ ۵۲ء میں انقلاب بسطے ہوا لیکن عین وقت پر اسے رشاد مہنہ کی منافقت کے سبب ملتوی کر دیا گیا۔ ادھر گوریلا جنگ جاری تھی، برطانیہ بھی گاؤں کو تباہ کر رہا تھا۔ ۲۶/ جنوری ۵۲ء کو عام شہریوں میں بے انتہا ناراضگی پھیل گئی اور قاہرہ میں سینما اور کیفے جلا دیے گئے بنک لوٹ لئے گئے اور پولیس خاموش تھی۔ دوسرے دن فاروق نے نحاس کو الگ کر دیا۔ وزارت علی ماہر کے سپرد ہوئی اور ۳۲ دن بعد علی ماہر کی جگہ نجیب الہلالی نے لے لی۔ الہلالی نے وفدی پارلیمنٹ توڑ دی اور سراج الدین، وفد کے معتمد، کو ملک بدر کر دیا۔ ۳۰/ جون کو الہلالی کو بھی

حسین سری کے لئے جگہ چھوڑنی پڑی۔

اس دوران میں ہم بزرگ قائد کی تلاش میں تھے جسے انقلاب کے نشان کے طور پر آگے رکھا جا سکے۔ عزیز المصری کافی بوڑھا تھا، اس نے انکار کر دیا، جنرل فواد صادق دوسری طرف مل گیا۔ بس ایک محمد نجیب بچا تھا جس نے ہماری انقلابی تحریک میں کوئی حصہ نہ لیا تھا ایک بہادر سپاہی کی حیثیت سے مشہور تھا اور تین بار میدانِ جنگ میں زخمی ہو چکا تھا۔ دسمبر ۵۱ء سے ہم لوگوں نے جنرل سے تعلقات پیدا کئے اور آزاد افسروں نے اسے فوجی کلب کا صدر چن لیا ——— ہم نے اس کے گرد ایک خوبصورت ہالہ بن دیا، اور وہ مصر کا جارج واشنگٹن بن گیا۔ ۲۱ رجولائی ۵۲ء تک نجیب خود اپنے رول سے ناواقف تھا۔ ۲۱ رجولائی کو حسین سری کی بجائے پھر الہلالی وزیر اعظم ہو گیا، ۶ مہینے میں یہ پانچویں وزارت تھی ——— اور پھر ۲۲ کو وہ دن آ گیا جس کا ہم دس سال سے انتظار کر رہے تھے۔

انقلاب ۱۱ بجے رات سے شروع ہوا، اور صبح، جب سب کچھ ہو چکا تھا، تو نجیب کو معلوم ہوا اور وہ ہمارے پاس آیا۔ "مبارک ہو میرے بچو" اس نے کہا جنرل کو انقلابی فوج کا سپہ سالار بنا لیا گیا۔ علی ماہر کو وزارتِ عظمیٰ دلوا دی گئی، ۲۶ رجولائی کو اسکندریہ اور شاہی محل پر قبضہ ہو گیا اور امریکی سفارت خانہ کے بیچ میں پڑنے پر فاروق کی جان بخشی ہو گئی مگر اس الٹی میٹم کے ساتھ کہ وہ اپنے بچے کے حق میں دستبردار ہو کر مصر چھوڑ دے۔

"محروسہ" جہاز میں ۲۰۰ ٹن کے قریب شاہی مال لادا گیا، جنرل نجیب، جمال سالم اور حسین شافعی جہاز پر گئے۔ فاروق نے جنرل کو سلامی دی اور بولا، جنرل، اگر تم یہ نہ کر گذرتے تو خود میں بھی یہی کرتا!" معلوم نہیں اس سے فاروق کا کیا مطلب تھا! ——— اور میں، کچھ فاصلے پر ایک چھوٹے جہاز پر کھڑا، فاروق کو تاریخ کی dim-mists میں گم ہوتے دیکھ رہا تھا!